Fikr-o-Nasar (Islamabad) 9:3 (1971)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاویلات اهل السنہ

یا

تفسیر ابی منصور ما تریدی

(تصویر نسخہ کوپریلی رقم ٤٧ ،
الصفحہ ١)

سورة فاتحة الكتاب

قوله عزوجل الحمد لله احتمل ان يكون جل ثناؤه حمد نفسه ليعلم الخلق استحقاقه الحمد بذاته فيحمدوه ، فان قيل كيف يجوز ان يحمد نفسه ، و مثله فی الخلق غير محمود ، قيل له : لو جهين ، احدهما انه استحق الحمد بذاته لا بأحد ليكون فی ذلك تعريف الخلق لما يزلفهم لديه بما اثنى على نفسه ليثنوا عليه ، وغيره انما يكون

سورهٔ فاتحہ کی تفسیر

اللہ عزوجل کے قول ''الحمدللہ'' کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ بزرگ و برتر نے خود اپنی تعریف اس لئے کی ہے کہ اپنی مخلوق کو یہ سکھائے کہ اللہ جل ثناؤہ اپنی ذات سے حمد کا مستحق ہے لوگوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد میں مشغول ہو جائیں۔

اگر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ اللہ تعالی کا اپنی تعریف کرنا کیونکر جائز ہے جب کہ مخلوقات میں کسی کا اپنی تعریف کرنا پسندیدہ نہیں سمجھا جاتا۔

جواب میں دو وجہیں بیان کی جاتی ہیں:
پہلی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کسی کے توسط کے بغیر بذاتہ حمد کا مستحق ہے اپنی

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

ذلك له به جل وعز فعليه توجيه الحمد اليه لا الى نفسه ، اذ نفسه لايستوجبه بهابل بالله تعالى.

و الثانى ان الله تعالى حقيق لذلك اذ لاعيب يمسه ولا آفة تحل به فيدخل نقصانا فى ذلك ولا هو خاص بشئ ، والعبد لا يخلوعن عيوب تمسه و آفات تحل به، ويمدح بالايتمار ويذم بتركه و فى ذلك يمكن النقصان و حق لمثله الفزع الى الله والتضرع اليه ليتغمده برحمته و يتجاوز عن صنيعه . وعلى ذلك معنى التكبير نحمد به ربنا ولا نحمد غيره ، اذ ليس للعبد بمعنى يستقيم بكبره اذهم جميعا اكفاء من طريق المحبة والخلقى وما

حمد کے بیان کرنے میں اللہ تعالی اپنے پیدا کردہ لوگوں کو ایسے نکتے سے متعارف کرتا ہے جو انہیں اپنے پروردگار سے قریب کر دے اسطرح کہ اس نے اپنی ثنا کی تاکہ ساری خلقت اس کی ثنا کرے، اور باری تعالی کے سوا دوسرے کی تعریف اللہ عزوجل ھی کے واسطے سے ھوسکتی ہے، تو غیر حمد کا مستوجب اپنے کو نہیں اللہ ھی کو قرار دے سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اسکا مستحق بذاتہ نہیں بلکہ اللہ تعالی کی وساطت سے ہے۔

دوسری وجہ اپنی حمد کرنیکی یہ ہے کہ اللہ تعالی حمد کا مستحق ہے کیونکہ اس میں نہ کوئی عیب پایا جاتا ہے نہ اس پر کوئی آفت نازل ھو سکتی ہے، تو اس میں نہ کوئی کمی واقع ھوسکتی ہے نہ یہ حمد کسی شئے کے ساتھ خاص ہے۔ (اس کے برخلاف) بندہ عیوب سے خالی نہیں اور ناگہانی آفتونکا نزول اس پر ھوتا رھتا ہے، حکم بجا لانے پر حمد کا مستحق ھوتا ہے اور کسی حکم کے چھوڑنے پر ذم کا مستحق ھوتا ہے، (نیز) اسکی مدح میں کمی ممکن ہے، تو ایسے بندے کے لئے لائق ہے کہ اللہ تعالی کی طرف خشوع و خضوع کے ساتھ متوجہ ھوجائے

ادرك أحد منهم من فضيلة" او رفعة" فبالله ادركه لابنفسه ، فعليه تنزيه الرب والفزع اليه بالشكر لابالتكبر على امثاله، والله عن هذا الوصف متعال.

و يحتمل ان يكون قوله الحمد لله على اضمار الأمر : اى قولوا الحمد لله ، لان الحمد يضاف الى الله فلابد من ان يكون له علينا، فأمر بالحمد لذلك.

ثم يخرج ذلك على وجهين: احدهما ماروى عن ابن عباس رضى الله عنه انه قال: الحمد لله اى الشكر لله بما صنع الى خلقه فيخرج تاويل، لانه على هذا الترتيب على الامر بتوجيه الشكر اليه، وذلك يتضمن الأمر ايضا بكل الممكن من الطاعة"

الله تعالی اپنی رحمت میں اسے چھپالیگا اور اسکی کارستانی سے درگزر کرے گا۔

اسی طرح تکبیر کا معنی (واضح ھو جاتا ھے) کہ ھم اپنے پروردگار کی تعریف اس کی بڑائی کے ساتھ کرتے ھیں ، دوسرے کی تعریف نہیں کرتے ۔کہ بندے کے لئے اسکی بڑائی کا مفہوم درست نہیں ، کیونکہ سب بندے محبت و خلقت کے لحاظ سے برابر ھیں۔ ان میں سے کوئی فضیلت و رفعت حاصل کرتا ھے تو اپنی طاقت سے نہیں بلکہ الله تعالی کے (فضل و کرم) سے حاصل کرتا ھے۔

لہذا بندہ پر واجب ھے کہ اپنے پروردگار کو ناشایستہ اوصاف سے منزہ اور پاک رکھے اور شکر کے ساتھ اس کے آگے جزع وفزع کرے اپنے جیسے لوگوں پر بڑائی نہ چاھے ، الله تعالی اس وصف سے بالاتر اور بے نیاز ھے ،

یہ بھی احتمال ھے کہ اللہ تعالی کا قول الحمد لله صیغۂ امر کے اضمار کی تقدیر پر قولوا کامفعول ھے (یعنی اے لوگو! کہو ساری تعریفیں الله ھی کو سزا وار ھیں) چونکہ حمد کا سزاوار الله ھے اسلئے ھمارا فرض ھے کہ اس کی تعریف کریں ، تو اسی لئے الله تعالی نے حمد کا امر فرمایا ۔

على ماروى عن النبى عليه السلام انه صلى حتى تورمت قدماه، فقيل له أليس قد غفرالله لك ماتقدم من ذنبك وما تأخر، قال أفلا اكون عبدا شكورا؟ فصير انواع الطاعات شكرا له، فمن أطاع الله تعالى فقد شكرله، فيخرج تاويل الآية على هذا ،

والوجه الثانى انه يخرج مخرج الثناء على الله عزوجل والمدح له والوصف بما يستحقه، والتنزيه عما لا يليق به من توجيه التغير اليه وقطع الشركة عنه فى الانعام و الافضال على عباده ،

وعلى ذلك ماروى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عزوجل يقول قسمت الصلوة بينى وبين عبدى نصفين ، فاذا قال العبد

پھر اس کی دو طرح سے تخریج کی گئی ہے ایک وہ جو حضرت ابن عباس سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا : الحمد للہ کا مطلب ہے کہ شکر اللہ ہی کو سزاوار ہے کہ اس نے اپنی مخلوق کے ساتھ (سارے احسانات) کیئے - تاویل ظاہر ہے کہ اس ترتیب کی بنا پر یہ امر لازم ہے کہ شکر کو اللہ کی طرف منسوب کریں ، یہ امر اس بات کو بھی شامل ہے کہ ہر ممکن طاعت کی بجاآوری کے ساتھ (شکر ادا کریں) چنانچہ پیغمبر علیہ السلام کے متعلق روایت ہے کہ آپ اس قدر نمازیں پڑھتے کہ آپ کے پانوں متورم ہو جاتے - کسی نے آپ سے عرض کیا کہ اللہ تعالی نے آپ کے اگلے اور پچھلے سارے گناہوں کو بخش دیا ہے پھر کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں ؟ غرض آپ نے طاعت کی تمام اقسام کو اللہ کے شکر کا طریقہ قرار دیا تو جس نے اللہ تعالی کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالی کا شکریہ ادا کیا ، اس طرح اس آیت کی تاویل ظاہر ہے ،

دوسری وجہ یہ ہے کہ الحمد للہ اس امر کے قائم مقام ہے کہ ساری ثناء اللہ کے لئے ہے اور ساری مدح اسی کے لئے ہے - اور

الحمد لله رب العالمين، قال الله تعالى حمدنی عبدی ، فجعل الحمد هذا الحرف وصيره منه ثناءا لوجهين:

احدهما انه نسب الربوبية الیه فی جمیع العالم و قطعها عن غیره ،

والثانی انه سمی ذلك صلاة والصلاة اسم للثناء والدعاء وذلك خلاف الذم و نقیضه ، و فی الوصف بالبراءة من الذم مدح وثناء بغایة المدح و الثناء ، ولذلك یفرق القول بین المدح والشکر اذا امرنا بالشکر للناس بماجاء عن رسول الله علیه السلام ان من لم یشکر الناس لم یشکر الله ، صیره بمعنی المجازاة.

والحمد بمعنی الوصف بما هو اهله، فلم یستحب الحمد الا لله ، و بالله التوفیق ،

هر اس وصف کے ساتھ جسکا وہ مستحق ہے متصف ہے، اور ہر نا زیبا چیز سے پاک و منزہ ہے ، کسی قسم کی تبدیلی اس کے لائق نہیں اور اپنے بندوں پر انعام و اکرام کرنے میں کسی کو اپنا ساجھی اور شریک نہیں بناتا ۔

اسی طرح کی روایت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی گئی ہے کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کردیا ہے چنانچہ جب بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین تو اللہ تعالی فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی ۔ پس اللہ تعالی نے اس حرف کو حمد قرار دیا اور اس کو اپنے بندے کی طرف سے ثناء بنایا ، جس میں دو نکتے ہیں :

ایک نکتہ یہ کہ سارے عالم کی پرورش کرنے کی نسبت اپنی طرف کی ہے اور اپنے ماسوا سے اس کی نفی کر دی ،

دوسرا نکتہ یہ کہ اس حمد کو اللہ تعالی نے صلاۃ سے تعبیر کیا ، صلاۃ نام ہے ثناء اور دعاء کا ، جو ذم کی ضد اور نقیض ہے ، برائی سے بری گرداننے کو مدح و ثنا بلکہ غایت مدح و ثنا کہا ہے، چنانچہ مدح و شکر کے لئے الگ الگ الفاظ ہیں ۔ ہم لوگوں

وقوله رب العالمين روى عن ابن عباس رضى الله عنه انه قال سيد العالمين ، والعالم كل من دب على وجه الارض. وقد يتوجه الرب الى الربوبية لا الى السودد، اذ يستقيم القول برب كل شئى من بنى آدم وغيره نحو رب السموات والارضين و رب العرش ونحوه، وغير مستقيم القول بسيد السموات و نحوه، و قد يتوجه اسم الرب الى المالك، إذ كل من ينسب اليه الملك يسمى انه مالكه، ولا يسمى انه سيد الا فى بنى آدم خاصة ، واسم الرب يجمع ذلك كله ، لذلك كان التوجيه الى (الصفحه) المالك اقرب ، و ان احتمل المروى عن ابن عباس رضى الله عنه اذ هو فى الحقيقة سيد من ذكر و ربهم ، والله الموفق ،

کو شکر ادا کرنے کا حکم دیتے ھیں کہ پیغمبر علیه السلام سے روایت ھے کہ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر نہیں ادا کرتا، اللہ تعالی نے اسکو جزاء دینے کے معنی میں وضع کیا ھے، الحمد کا مفہوم اس چیز کے ساتھ متصف ھونا ھے جسکا وہ مستحق ھے، تو حمد اللہ تعالی ھی کے لئے سزاوار اور مستحسن ھے، وباللہ التوفیق، اللہ تعالی کے قول رب العالمین ، کے معنی کی وضاحت کے متعلق حضرت ابن عباس سے روایت ھے کہ انہوں نے کہا ، اسکا مفہوم سید العالمین، (سارے جہاں کا سردار) ھے اور عالم ھر اس شخص کو کہتے ھیں جو روئے زمین پر رینگتا ھے ،

رب ، پروردگار، کی توجیه ربوبیت سے کی جاتی ھے، سرداری سے نہیں، کیونکہ بنی آدم اور غیر بنی آدم میں سے ھر شی کے رب کیلئے یه قول درست ھے، مثلاً آسمانوں اور زمینوں کا رب ، عرش کا رب ، وغیرہ ، اور سید السموات وغیرہ کہنا صحیح نہیں،

اسم رب کی توجیه مالک سے بھی کی جاتی ھے، کیونکہ جسکی طرف ملک کی نسبت کی جاتی ھے اس کو مالک کہتے ھیں، اور سید

(مسلسل)